رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ

دین کی نصرت کے لئے اک آسمانی شور ہے | عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دے گا۔
(الہام حضرت مسیح موعود)

الفضل

مضامین بنام ایڈیٹر اور کاروباری امور کے متعلق خط وکتابت بنام مینیجر ہو

فہرست مضامین

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ (الہام مسیح موعود)

جلد ۶ | ۲۴ جون ۱۹۱۹ء | سہ شنبہ | ۲۴ رمضان المبارک ۱۳۳۷ھ | نمبر ۹۸

مدینۃ المسیح علیہ السلام

۲۰ تاریخ کی درمیانی رات کو قریباً دو بجے ڈاکٹر فضل کریم صاحب کے مکان کے باورچیخانہ میں آگ لگ گئی۔ جب یہ خبر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کو پہنچی۔ تو حضور اسی وقت موقع پر تشریف لے گئے اور آگ کے بجھانے کے لئے احباب کو جو کثرت کے ساتھ ہو پہنچ گئے تھے۔ ہدایات دیتے رہے۔ الحمد للہ کہ آگ جلدی ہی بجھ گئی۔ اور سوائے باورچی خانہ کی چھت کے جلنے کے جو کہ الکیر ڈالی گئی تھی اور کوئی نقصان نہ ہوا۔

۲۰ ماہ رمضان سے چند ایک اصحاب مسجد فضلی میں معتکف ہوئے ہیں۔ خدا تعالیٰ اپنی برکات ان پر نازل کرے گرمی بہت سخت پڑ رہی ہے ۲۳ تاریخ کی رات

اخبار احمدیہ

حضرت نواب صاحب کی طرف سے احباب کا شکریہ

حضرت نواب محمد علیخان صاحب کو ان کے خلف اکبر جناب محمد عبد الرحمن صاحب کی شادی خانہ آبادی پر جن اصحاب نے مبارکباد کے خطوط لکھے۔ ان کا شکریہ ادا کرنے کے لئے حضرت نواب صاحب کی طرف سے حسب ذیل تحریر برائے اشاعت موصول ہوئی ہے۔

"میرے بڑے بیٹے محمد عبد الرحمن خان کا نکاح ہز ہائینس نواب صاحب مالیر کوٹلہ کی بڑی صاحبزادی سے یکم جون ۱۹۱۹ء کو ہوا ہے۔ اس تقریب پر اکثر احباب نے مبارکباد کے خطوط ارسال فرمائے ہیں۔ چونکہ بسبب رمضان المبارک میں ہر ایک صاحب کو جدا جدا خط نہیں لکھ سکا۔ اسلئے بذریعہ اخبار الفضل سب کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء فی الدنیا والآخرۃ۔"

راقم محمد علیخان رئیس مالیر کوٹلہ۔

ولایت میں تبلیغ اسلام

ولایت میں تبلیغ اسلام کا کام خدا کے فضل سے خوب ہو رہا ہے۔ ہفتہ زیر رپورٹ میں بھی ایک انگریز جنٹلمین بنام مسٹر سکاٹ ساکن اسلنگٹن حضرت مفتی محمد صادق صاحب کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئے اسلامی نام ابراہیم رکھا گیا۔ الحمد للہ۔ اتوار کی شام کو حضرت مفتی صاحب نے لیکچر ہال میں اسلام کی برکات اور فضیلتوں پر ایک نہایت دلچسپ پیرایہ میں وعظ فرمایا۔ جس کو مسلمین اور دیگر صاحبوں نے

جن کی معقول تعداد تھی اچھا اثر ہوا - خاکسار راقم تبلیغی دورے میں ہو کھنڈ گیا - جہاں برسر عام لیکچر کے علاوہ کئی ایک کو زبانی تبلیغ کی گئی - اور لٹریچر تقسیم کیا گیا - والسلام مورخہ ۲۸ مئی ۱۹۱۹ء

خاکسار قاضی عبد اللہ عفی عنہ

۴۱ اسٹار اسٹریٹ لنڈن - ڈبلیو ۲

مالابار کا خط

شیخ محمود احمد صاحب کے تازہ خط سے معلوم ہوا ہے کہ مولوی غلام رسول صاحب کی صحت روبہ ترقی ہے - اور زخم مندمل ہو رہا ہے - مگر باوجود سخت کمزوری اور نقاہت کے کہ جس سے بعض اوقات غشی تک حالت پہنچ جاتی رہی - مولانا تبلیغ میں مصروف ہے - اور وہاں کے رؤساء کو عربی میں خط لکھ کر بھیجے - کناور میں چندہ کا باقاعدہ انتظام ہو گیا ہے اور مدرسہ کا قیام زیر غور ہے - معلم کی تلاش ہے - وہاں کے موسم کے متعلق لکھتے ہیں کہ دن رات بارش ہوتی رہتی ہے - مگر زمین فوراً پانی جذب کر لیتی ہے -

شموگہ (میسور) میں احمدیت

چند دن ہوئے کے لئے جناب حکیم خلیل احمد صاحب مبلغ بمبئی شموگہ علاقہ میسور میں گئے - جہاں ان کے جانے سے قبل صرف ایک میر گلیم اللہ صاحب ٹھیکیدار احمدی تھے - مگر اب خدا کے فضل سے وہاں جماعت قائم ہو گئی ہے - اور حکیم صاحب کے خط سے معلوم ہوا ہے کہ حسب ضرورت ایک مسجد بھی چند دنوں میں تیار کرائی گئی ہے - مفصل رپورٹ حکیم صاحب بمبئی سے لکھیں گے -

انجمن احمدیہ بمبئی کو امداد دینے والوں کا شکریہ

انجمن احمدیہ بمبئی کے سکرٹری چودھری سردار علی صاحب مندرجہ ذیل احباب کی اس امداد کا شکریہ ادا کرتے ہیں جو انہوں نے انجمن احمدیہ بمبئی کے قیام و استحکام کے لئے دی ہے -

(۱) - جناب سیٹھ ابوبکر یوسف جمالی صاحب تاجر جدہ نے مبلغ عہ روپے دئے - جن سے ایک میز اور ۴ کرسیاں خریدی گئیں -

(۲) جناب محمد وارثو صاحب (تواحری) باشندہ علاقہ زنجبار جو کہ بمبئی میں بغرض سیر و تفریح آئے تھے - ایک معلقہ حمائل شریف اور انجمن کی کتب کے رکھنے کے لئے مبلغ عہ روپیہ کی الماری عنایت کی -

(۳) جناب بابو محمد عثمان صاحب قریشی نے مبلغ عہ روپیہ کی حضرت اقدس کی کتب خرید کر دیں -

(۴) جناب سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب سکندر آباد نے ایک الماری قیمتی مبلغ عہ روپیہ انجمن کو دی -

(۵) جناب مولوی غلام اکبر خان صاحب جج ہائیکورٹ حیدر آباد دکن نے کرسیوں کے لئے مبلغ عہ روپیہ دئے -

(۶) جناب سید مبارک احمد صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ حیدر آباد دکن نے ایک درجن کرسیاں قیمتی عہ للعہ اور ایک گھڑی قیمتی عہ للعہ اور ایک سٹ کتب حضرت اقدس جس کی قیمت میں سے مبلغ دس روپیہ پیشگی دیدئیے - اور بقیہ کتب کے آنے پر دینگے نیز چھ روپے بجلی کے پنکھے کے لئے - اس رقم کی مجموعی تعداد ایک سو چودہ روپیہ آٹھ آنے ہے ۔

(۷) جناب سیٹھ اسمٰعیل آدم صاحب مبلغ عہ روپیہ ماہوار انجمن کو امداد دیتے ہیں - اللہم زد فزد ۔

(۸)

نظم

للہ الحمد میں دُنیا سے مسلمان گیا

ایک فیض و سخاوت کہ جہاں مان گیا
جبکہ ہر گوش میں آوازۂ احسان گیا
ملک و دنیا میں جدھر جلوۂ رحمٰن گیا
نعمتیں بانٹتا جس سمت وہ ذیشان گیا
ساتھ ہی کشتی رحمت کا نگہبان گیا

غم ہے اس مسیح کا جو مائل گمراہی ہی
آگیا تو - مگر امید مسیحا ہی رہی
حسرت اُس جاں پہ جسے حسرت بیجا ہی ہی
آہ وہ آنکھ جو ناکام تمنا ہی رہی
ہائے وہ دل جو ترے در سے پریشان گیا

آنکھ وہ آنکھ ہے جسیں کہ ترا نور رہا
کان وہ کان جو آواز سے مسرور رہا
جاں وہ جاں ہے جسے کہنا ترا منظور رہا
دل وہ دل ہے جو تری یاد سے معمور رہا
سر وہ سر ہے جو ترے قد سو نپہ قربان گیا

حضرت احمد مرسل ہیں محمد کے غلام
ہیں وہ لاریب نبی اور مسیح الاسلام
دی خدا نے مجھے توفیق - کیا یہ انعام
انہیں جانا انہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام
للہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا

کشتی فہم میں آ نوح کو اب مان بھی لے
بس یہ تدبیر ہے طوفان سے بچنے کیلئے
دیکھ "غافل" میں یہ بہ صاف سناتا ہوں تجھے
آج لے انکی پناہ آج مدد مانگ ان سے
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

ظلم ہے ظلم بنا خود ہی وہ فاسق فاجر
لے غضب اس نے کہا پیارے نبی کو کافر
قہر پر قہر یہ ہے پھرتا ہے بنکر فاخر
اف رے منکر یہ بڑھا جوش تعصب آخر
بھیڑ میں ہاتھ سے کم بخت کے ایمان گیا

ابو محمد محفوظ الحق علمی احمدی قادیان

درخواست دعا :- برادر شیخ مشتاق احمد صاحب احمدی کلرک ڈی کمپنی چھاؤنی مہو لکھتے ہیں کہ میں ایک اندرونی عارضہ میں مبتلا ہوں اور چلنے پھرنے سے بیزار نیز جناب ماسٹر محمد زمان صاحب سائنس ماسٹر تعلیم الاسلام قادیان بیمار ہیں احباب انکی صحت

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دارالامان ۲۴ جون سنہ ۱۹۱۹ء

کیا ہمارا اور غیر مبایعین کا اختلاف ذرا سا ہے

حال میں مولوی محمد علی صاحب نے "شناخت مامورین" نام ایک رسالہ شائع کیا ہے۔ جو در اصل تو عبد اللہ تیماپوری کے متعلق ہے۔ لیکن اس میں انہوں نے اپنے اور مبایعین کے اختلاف کا ذکر بھی چھیڑ دیا ہے۔ مگر ایسے بھونڈے طریق سے چھیڑا اور اس قدر بیہودہ استدلال سے کام لیا ہے کہ جسکو دیکھ کر ان کی عقل اور سمجھ پر سخت افسوس آتا ہے عبد اللہ تیماپوری کے دعوے ماموریت کے متعلق وہ اپنی طرف سے یہ سوال اٹھا کر

"شاید بعض کا خیال ہو کہ ہمیں اپنے اندرونی اختلافات کے حل کرنے کے لئے مامور بکار ہے"

جواب دیتے ہیں کہ

"یہ خیال بھی غلط ہے کہ ذرا ذرا باتوں پر خدا مامور بھیجنے شروع کرے۔ حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ مامور کے بھیجنے سے خدا تعالیٰ کا یہ ارادہ ہوتا ہے کہ اس کے ہاتھ پر دین کی دوبارہ فتح کرے آج ہم یہ مسلک تجویز کرتے ہیں کہ اس سلسلہ میں ذرا سا اختلاف ہوا تو اب خدا کو چاہئے کہ فوراً ایک مامور بھیجکر اس کی اصلاح کرے۔ اور ہم بیٹھے دیکھا کریں"

ان الفاظ سے ظاہر ہے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب نے عبد اللہ تیماپوری کے دعوے ماموریت کے متعلق اس خیال کو کہ "ہمیں اپنے اندرونی اختلافات کے حل کرنے کے لئے مامور بکار ہے" اس بنا پر رد کیا ہے۔ کہ ہمارا اندرونی اختلاف کوئی بڑا اور اہم اختلاف نہیں بلکہ "ذرا سا اختلاف" ہے گویا مبایعین اور غیر مبایعین کے عقائد میں جو اختلاف پایا جاتا ہے۔ وہ اگر بڑا اختلاف ہوتا۔ تو مولوی محمد علی صاحب کو عبد اللہ تیماپوری کے مامور تسلیم کر لینے میں کوئی عذر نہ ہوتا۔ اور وہ بڑی خوشی سے مان لیتے کہ ہمیں اپنے اندرونی اختلافات کے حل کرنے کے لئے مامور بکار ہے۔

مولوی محمد علی صاحب کے اس عذر کو پڑھکر معلوم ہوتا ہے۔ کہ یا تو انہوں نے جان بوجھ کر یہ ایسی بات پیش کی ہے۔ جسے وہ خود غلط اور نادرست سمجھتے ہیں۔ یا ان کی دماغی حالت بہت ہی قابل رحم ہو گئی ہے۔ کیونکہ اگر ان کی ان دوسری تحریروں سے قطع نظر کرکے جن میں وہ اپنے اندرونی اختلاف کو نہایت ہی خطرناک فتنہ قرار دے چکے ہیں۔ اور ہمارے عقائد کو سخت گمراہ کن اور ہلاکت خیز ٹھہرا چکے ہیں۔ اگر اسی رسالہ کی ابتدائی سطور کو دیکھا جائے۔ تو مندرجہ ذیل الفاظ ان کے قلم سے نکلے ہوئے نظر آتے ہیں۔ کہ

"عقائد کے متعلق اندرونی اختلافات پر اس وقت قلم اٹھانے کی ضرورت پیش آئی۔ جب اسلام میں ایک سخت فتنہ پیدا کرنے کی کوشش کی گئی۔ اگر میاں صاحب کی غلطی اپنی ذات تک محدود ہوتی۔ تو خاموشی ہی بہتر تھی"

اب سوال ہوتا ہے۔ کہ جب ان کے نزدیک حضرت خلیفہ ثانی۔ اور آپ کی جماعت اسلام میں ایک سخت فتنہ پیدا کرنے کی کوشش کرنے والی ہے اور وہ اس فتنہ کو دور کرنے کے لئے اس کے بالمقابل کھڑے ہیں۔ اور اسی کا نام اندرونی اختلاف ہے۔ تو پھر اسے ذرا سا اختلاف کیونکر کہا جا سکتا ہے سمجھ میں نہیں آتا۔ دو فریقوں میں اس سے بڑا اور کیا اختلاف ہو سکتا ہے۔ کہ ایک فریق دوسرے فریق کے نزدیک اسلام کو تباہ و برباد کرنے والا اور اس میں خطرناک فتنہ پیدا کرنے کی کوشش کر رہا ہو۔ اور دوسرا فریق اس کے فتنہ کو دور رکھکے اسلام کو قائم اور برقرار رکھنے میں مصروف ہو جب مولوی محمد علی صاحب کے نزدیک ہم میں اور ان میں ایسا ہی اختلاف ہے۔ تو پھر وہ اسے ہرگز "ذرا سا اختلاف" نہیں کہہ سکتے۔ علاوہ ازیں [illegible] میں اپنا رسالہ الکفر ملۃ واحدۃ [illegible] تھا۔ جس میں حضرت خلیفہ ثانی کے غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھنے کے عقیدہ کو اتنا بڑا گناہ اور جرم قرار دیا گیا ہے کہ اس کی وسعت اور بڑائی جتلانے کے لئے جس قدر زور انسان سے لگایا جا سکتا تھا۔ وہ لگا دیا ہے چنانچہ لکھا تھا کہ

"ان تمام واقعات کو جمع کرکے اس جرم کی عظمت پر غور کرو۔ تو معلوم ہوگا۔ کہ دنیا کے سارے پہاڑوں کے سلسلے بھی جمع کئے جائیں تو وہ اس جرم کی بڑائی کو نہیں پہنچ سکتے"۔ دوستو خوب یاد رکھو کہ یہ دل کو پاش پاش کر دینے والا نظارہ ہے۔ یہ کپکپا دینے والی بات ہے۔ کہ تیس کروڑ سے زیادہ بے خبر مسلمانوں کو کافر کہا جاتا ہے"

اور پھر اس تکفیر کے لئے کسی غلط تاویل کی بھی گنجائش نہیں۔ بلکہ خدا کے ایک راستباز بندہ اس کی طرف سے آئے ہوئے ایک مامور پر افترا بھی کیا جاتا ہے۔ تکاد السموات یتفطرن منہ وتنشق الارض وتخر الجبال ھدا قریب ہے کہ آسمان اس سے پھٹ پڑیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر گر جائیں"۔ (تکفیر اہل قبلہ صفحہ ۶)

ان الفاظ میں حضرت خلیفہ ثانی سے صرف ایک عقیدہ کے خلاف جس قدر زور لگایا لگایا گیا ہے۔ اور اسے جس قدر خطرناک اور نقصان رساں قرار دیا گیا ہے۔ وہ ظاہر ہے۔ اب کیا کوئی سمجھدار اور عقلمند انسان ان الفاظ کو مدنظر رکھ کر خیال بھی کر سکتا ہے۔ کہ ان کے لکھنے والے اور اس انسان میں جس کے متعلق یہ لکھے گئے ہیں "معمولی سا اختلاف" ہے۔ ہرگز نہیں۔ کیونکہ ایک ایسا شخص جو اتنے بڑے جرم کا مرتکب ہوتا ہو۔ جس کی بڑائی کو دنیا کے سارے پہاڑوں کے سلسلے مجموعی طور پر بھی نہیں پہنچ سکتے۔ اور جو اس قدر خطرناک اور نقصان رساں ہے کہ جس کی وجہ سے قریب ہے کہ آسمان پھٹ پڑیں اور زمین شق ہو جاوے۔ اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں۔ ایسے شخص کے عقائد سے جو اختلاف ہوگا۔ وہ کوئی معمولی اور ذرا سا اختلاف نہیں ہو سکتا۔ پس اب مولوی محمد علی صاحب کا یہ کہنا کہ "اس سلسلہ میں ذرا سا اختلاف ہوا" خود ان کی تحریر سے بالکل غلط ہو گیا اور ثابت ہو گیا کہ وہ قبل ازیں کھلے طور پر اس بات کا اقرار کر چکے ہیں۔ کہ ہمارا اندرونی اختلاف بہت ہی بڑا اور اہم اختلاف ہے۔ اب یا تو وہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق اپنے مذکورہ بالا الفاظ میں۔ جو بیہودہ سرائی کر چکے ہیں اس کی تردید کریں۔ اور صاف طور پر اقرار شائع کریں کہ جو کچھ لکھا گیا تھا۔ وہ محض جھوٹ اور غلط تھا۔ در حقیقت غیر احمدیوں کے کفر و اسلام میں بلکہ دوسرے تمام عقائد میں ہمارے اور "میاں صاحب" کے درمیان "ذرا سا اختلاف" ہے۔ لیکن اگر وہ یہ اعلان کرنے کے لئے تیار نہ ہوں۔ اور اس وقت بھی اسی بات پر قائم ہوں۔ کہ ہم میں اور ان میں جو اختلاف عقائد ہے وہ کوئی معمولی اور ذرا سا نہیں بلکہ بہت بڑا ہے۔ تو پھر ان کا فرض ہے۔ کہ وہ عبد اللہ تیماپوری کو مامور تسلیم کر کے اس کی بیعت کر لیں۔ کیونکہ انھوں نے اس کے مامور نہ ہونے کی وجہ یہی پیش کی ہے۔ کہ ہمارا اندرونی اختلاف ذرا سا ہے جس کے دور کرنے کے لئے کسی مامور کے آنے کی ضرورت نہیں ہے لیکن جب انہی کی تحریر سے ثابت ہو گیا۔ کہ یہ اختلاف ذرا سا نہیں۔ بلکہ بہت بڑا ہے۔ تو ان کا فرض ہے۔ عبد اللہ تیماپوری کو مامور مان لیں ہم دیکھیں گے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب ان دونوں صورتوں میں سے کونسی صورت اختیار کرتے ہیں۔ آیا اپنی پہلی تحریروں کے خلاف اس بات کا اقرار شائع کرتے ہیں۔ کہ ہم میں اور ان میں جو اختلاف ہے وہ ذرا سا ہے۔ یا یہ کہ اس اختلاف کی خود بیان کردہ بڑائی اور نقصان رسانی کو مدنظر رکھ کر عبد اللہ تیماپوری کو مامور مان لینگے۔

غیر مبائعین کی شورش مالابار میں

الفضل کی کسی گذشتہ اشاعت میں غیر مبائعین کے مبلغ حکیم مرہم عیسیٰ کی ان فتنہ پردازیوں کا ذکر ہو چکا ہے۔ جو وہ مالابار میں کر رہا ہے ہمیں معلوم ہوا تھا۔ کہ کچھ لوگوں کے نام لکھ کر اس نے یہ دکھلانے کے لئے بھیجے ہیں۔ کہ انھوں نے بیعت فسخ کر دی ہے۔ اور ہمارے ساتھ شامل ہو گئے ہیں۔ اس کی مفصل حقیقت تو اس وقت بتائی جاتی جب اس قسم کی کوئی فہرست پیغام میں شائع ہوتی۔ لیکن اب ہم اتنا بتا دینا چاہتے ہیں۔ کہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے انتقال پر ایک شخص احمد کنجی ۔ جو اس علاقہ میں مولوی کہلاتا ہے۔ حضرت خلیفہ ثانی کی بیعت میں متوقف ہوا اور آخر اختلاف میں ترقی کرتا گیا۔ چونکہ وہ مولوی تھا اس لئے کچھ اور لوگ بھی اس کے زیر اثر تھے۔ اور اس وجہ سے وہ بھی ابتدا میں ہی خلیفہ ثانی کی بیعت میں داخل نہ ہوئے۔ انکو چھوڑ کر ۔ مالابار کی جماعت کا اکثر حصہ حضرت خلیفہ ثانی کی بیعت میں داخل ہے۔ اور اس کی طرف سے مدت سے تقاضا ہو رہا تھا۔ کہ قادیان سے کوئی احمدی عالم ان کے ہاں بھیجے جائیں۔ جو اس علاقہ کے لوگوں کو کلمۃ الحق کی تلقین کریں۔ اس غرض سے مولانا مولوی غلام رسول صاحب راجیکی اور آپ کے ہمراہ شیخ محمود احمد صاحب کو منجملہ اور مقامات کے مالابار میں بھی بھیجا گیا۔ مولانا نے وہاں تبلیغ شروع کی۔ جس کا بہت اچھا اثر ہوا۔ اور لوگ سلسلہ حقہ میں داخل ہونے لگے۔ وہ لوگ جو مولوی کنجی کے زیر اثر ہو کر خلیفہ ثانی سے برگشتہ تھے ... ...

... ... [illegible] ... ان کو بھی سمجھانا شروع کیا ... کہ مرہم عیسیٰ وہاں پہنچ گیا جس نے طرح طرح کی غلط بیانیاں اور جھوٹ پھیلانا شروع کر دیا۔ تاہم ان لوگوں میں سے جو مولوی کنجی کی شرارتوں اور دھوکہ دہیوں کے باعث کھلے طور پر پیغامیوں کے ساتھ شامل تھے۔ اس وقت تک ایک حصہ حضرت خلیفہ ثانی کی بیعت میں داخل ہو چکا ہے۔ اور دن بدن ان لوگوں میں سے جماعت احمدیہ میں شامل ہو رہے ہیں۔ جو کہ صریح طور پر ہماری کامیابی ہے کیونکہ خدا کے فضل سے ہماری جماعت دن بدن بڑھ رہی ہے۔ اور ان لوگوں میں سے جنہوں نے تا حال حضرت خلیفہ ثانی کی بیعت نہیں کی فتی بیعت کر رہے ہیں۔

خطبہ جمعہ

قربانیوں کی ضرورت

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ

فرمودہ ۱۳- جون سنہ ۱۹۱۹ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

خالق کے سوا مخلوق کی ترقیاں قربانی سے ہیں

ہر ایک قسم کی ترقی جو دنیا میں کسی کو حاصل ہوتی ہے۔ وہ بہت سی قربانیوں کا نتیجہ ہوتی ہے۔ درحقیقت بڑائی کے معنی اس کے سوا کوئی نہیں کہ اس میں یا اسکی خاطر بہت سی چیزوں کی قربانی کی گئی۔ اللہ تعالیٰ کی بڑائی اور اسکی شان ہی ایک ایسی شان ہے۔ جو اور کسی چیز کی طرف نسبت کئے بغیر بڑائی اور شان ہے۔ باقی سب کی بڑائیاں اور شانیں سب نسبتی اور طفیلی ہوتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کبیر تھا۔ بلکہ اکبر تھا اور ہمیشہ سے تھا اور ہے اور رہیگا۔ وہ علیم تھا اور ہے اور رہیگا۔ وہ حی ہے۔ تھا اور آئندہ رہیگا۔ اسکی بڑائی۔ اس کی عظمت اور اس کا علم والا ہونا یہ کسی نسبت سے قائم نہیں نہ کسی چیز کے طفیل سے ہے۔ لیکن اس کے سوا۔ یعنی خالق کو علیحدہ کرکے جتنی مخلوق ہے وہ سب کی سب ایسی ہے۔ کہ اسکی تمام ترقیاں نسبتی اور طفیلی ہیں۔ اور کوئی بڑائی کسی کی ذات میں بڑائی نہیں۔ بلکہ نسبت پاکر بڑائی ہے۔ اور کوئی عالم نہیں جب تک دوسرا جاہل مد نظر نہ ہو اور کوئی بڑائی بڑائی نہیں جبتک کہ دوسرے کی کمزوری زیر نظر نہ ہو۔ کوئی حکومت نہیں جب تک اس کے اطاعت گزار نہ ہوں۔ لیکن خدا کی حکومت ایسی ہے۔ کہ بغیر کسی اطاعت کے حکومت ہے۔ اسی طرح اس کی جس قدر صفات ہیں۔ وہ اپنے طور پر ہیں۔ لیکن باقی سب کی نسبتی طور پر ہیں۔

انگلینڈ کے بادشاہ کے کیا معنی ہوتے ہیں یہی کہ اس کے لئے بہت سوں نے اپنی حکومت کو ترک کردیا ہوا اور جتنا بڑا بادشاہ ہے۔ اتنی ہی زیادہ اس کے لئے لوگوں کو قربانیاں اختیار کرنی پڑیں۔ یا لوگوں نے اپنے علاقہ چھوڑ کر اس کے قبضہ کو ان پر تسلیم کرلیا۔ تو یہ بڑائی نسبتی بڑائی ہے۔ ہماری دنیا میں بھی حکومت اسی طرح ہے۔ کہ خواہ جبر سے خواہ خوشی سے جتنے زیادہ مطیع ہوتے ہیں اتنی ہی بڑی ان کی حکومت مانی جاتی ہے۔ بہت سے لوگوں نے اپنے اختیار ایک کو دیدیئے اس لیے وہ بڑا بادشاہ ہوگیا۔ اگر ایسا نہ ہو تو کوئی حکومت حکومت نہیں کہلا سکتی۔

اعلیٰ مراتب قربانیوں سے حاصل ہوتے ہیں

اسی طرح دوسرے معاملات میں علم کیا ہے یہی قربانیوں سے حاصل ہوتا ہے۔ کسی چیز کے جاننے کے لئے مال کی اوقات کی۔ چند بات کی دوست و آشنا کی صحبت کی آرام کی۔ جب قربانیاں کی جاتی ہیں تب علم حاصل ہوتا ہے۔ اور یہ ہر قسم کی قربانی اپنے اندر اور بہت سی قربانیاں رکھتی ہے۔ یوں لوگ صرف مال کی قربانی کھڑے سے اسکی اہمیت کو نہیں سمجھ سکتے۔ جب تک اسکی تشریح نہ کی جائے مال نام ہے ان اشرفیوں اور ان روپیوں کا جو اشرفیوں میں ہیں۔ اور ان اٹھنیوں۔ چونیوں دونیوں۔ پیسوں اور ان کے اجزا کا جو ان میں شامل ہیں۔ پس ان تمام کے قربان کرنے کا نام مالی قربانی ہوتا ہے۔ چونکہ لوگ اس تشریح کو ذہن میں نہیں رکھتے اس لئے اسکی عظمت کو بھی نہیں سمجھ سکتے۔ ایک زمیندار اپنے بچے کے پرائمری تک پڑھانے کے لئے چار سو پانچسو روپیہ خرچ کرتا ہے۔ اور آہستہ آہستہ خرچ کرتا ہے۔ اس لئے وہ خرچ اسکی نظر میں کچھ نہیں ہوتا۔ لیکن اگر کوئی شخص کسی زمیندار کو یہ کہے کہ ہم تمھارے لڑکے کو پرائمری پاس کرادینگے۔ تم ہمیں چار پانسو روپیہ دیدو۔ تو وہ یہی کہیگا کہ اتنے روپیہ کی میں زمین کیوں نہ خرید لوں لو گو وہ خرچ تو سینکڑے ہی کرتا ہے مگر چونکہ وہ پیسہ پیسہ کرکے خرچ کرتا ہے اس لئے اسکی حقیقت نہیں سمجھ سکتا۔ پھر بہت بڑی قربانی آرام کی قربانی ہوتی ہے۔ اسکی تفصیل جب تک معلوم نہ ہو اس وقت تک اسکی اہمیت نہیں معلوم ہوسکتی مثلاً آجکل روزے ہیں۔ طالب علم کا صبح آرام کرنیکو دل چاہتا ہے۔ مگر خیال یہ ہے۔ کہ مدرسہ میں جانا ہے۔ اس لئے وہ مدرسہ کے لئے اپنے آرام کو قربان کرتا ہے۔ اسی طرح اور چھوٹی چھوٹی باتوں کو جب پڑھنے کے لئے چھوڑتا ہے تب اسکو معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس نے وقت کی کتنی قربانی کی ہے۔

خرچ ہونے اور کرنے میں فرق ہے

پھر خرچ وقت کی قربانی ہوتی ہے۔ اسکو کون جان سکتا ہے۔ کہ وہ کتنی بڑی ہوتی ہے۔ اسکی تفصیلات کو ذہن میں لاؤ۔ وقت کا خرچ ہوتا اور چیز ہے۔ اور خرچ کرنا اور۔ ان دونوں میں بڑا فرق ہے۔ ایک ایسا شخص جو بیکار پڑا رہتا ہے۔ اس کا وقت خرچ ہو رہا ہوتا ہے۔ وہ خود خرچ نہیں کر رہا ہوتا۔ لیکن . . . .

. . . .

. . . . ایک ایسا شخص جو کسی خاص کام میں وقت لگاتا ہے۔ اس کا وقت خرچ نہیں ہوتا بلکہ وہ خرچ کرتا ہے۔ تو بہت لوگ ایسے ہیں جن کا وقت خرچ ہوتا ہے اور بہت کم ہیں۔ جو وقت کو خرچ کرتے ہیں۔ ہر ایک شخص کے پاس مال ہوتا ہے۔ اور ہر ایک سے خرچ ہوتا ہے۔ لیکن خرچ کرنا بہت کم لوگ جانتے ہیں۔ اور یہ ایک خاص علم ہے

جس کا نام علم الاقتصاد ہے۔ جس طرح لوگ انگریزی زبان اور دیگر علوم میں ایم۔ اے کی ڈگری حاصل کرتے ہیں۔ اسی طرح اس علم میں بھی ایم۔ اے کی ڈگری حاصل ہوتی ہے۔ یہ بہت وسیع علم ہے۔ مگر بعض لوگ باوجود اس کے پڑھنے کے پھر بھی مال خرچ کرنا نہیں جانتے غرض وقت کی قربانی جب تک آدمی نہ کرے اس وقت تک اسکو معلوم نہیں ہو سکتا۔ اور اسکی سمجھ میں یہ قربانی نہیں آسکتی۔ ہاں جو شخص اپنی آرزوؤں کو قربان کرتا ہے۔ ایک خاص مقصد کے حصول کیلئے اسکو معلوم ہوتا ہے کہ وقت کا قربان کرنا کتنا بڑا کام ہے۔ ایک شخص بغیر ارادے کے سارا دن ایک جگہ بیٹھ سکتا ہے۔ مگر جب کہا جائے کہ یہاں بیٹھ کر اتنی دیر کسی کا انتظار کرو۔ تو اگر اس سے دس منٹ بھی دیر ہو جائے۔ تو وہ لڑنے کو تیار ہو جائیگا کہ اتنی دیر لگا دی۔ یوں تو سارا دن اسی طرح گذرتا ہے۔ جس طرح ریت مٹھیوں سے گذر جاتی ہے۔ لیکن کسی خاص مقصد کے لئے دوسرے اشغال کو چھوڑنا مشکل ترین کام ہے۔

جتنا مقصد عظیم ہو اتنی ہی زیادہ قربانیوں کی ضرورت ہوتی ہے

جتنی بڑی چیز ہو اتنا ہی زیادہ وقت اس کے لئے قربان کرنا پڑتا ہے۔ اور چیزوں کی بڑائی چھٹائی قربانیوں کی بڑائی چھٹائی ہی کا نام ہے۔ پھر کسی بڑے مقصد کے حاصل کرنے کے لئے صرف بڑی قربانیوں کی ہی ضرورت ہوتی ہے۔ بلکہ صحیح طریق سے قربانیاں کرنے کی ضرورت ہوتی ہے یہ نہیں کہ علم حاصل کرنے کے لئے دس بیس یا سو بکرے ذبح کر دئے جائیں۔ اور علم حاصل ہو جائے بلکہ اس کے لئے قربانیاں ہوں اور صحیح طور پر قربانیاں ہوں۔ تو مقصد حاصل ہوتا ہے

دیکھو انسان کی زندگی کے قیام کے لئے کس قدر قربانیوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ غلہ قربان ہوتا ہے۔ پانی خرچ ہوتا ہے ہوا قربان ہوتی ہے۔ میوہ قربان ہوتا ہے۔ تب جا کر ایک وجود ہلاکت سے بچتا ہے۔ پھر بچوں کی تربیت کیلئے جس قدر زیادہ قربانی کی جاتی ہے۔ اسی قدر وہ بڑے بنتے ہیں۔ بڑے بننے کے یہ معنی نہیں کہ وہ جسمانی طور پر بڑے ہوتے ہیں بلکہ یہ کہ اچھی تربیت سے وہ شریف ہوتے ہیں۔ اور ملک اور قوم کے لئے مفید اور مذہبی طور پر نیک اور صالح ہوتے ہیں۔ لیکن اگر کوئی شخص اپنے بچوں کی تربیت کے لئے اپنے وقت اور آرام کی قربانی نہیں کرتا اور اس بات کا کچھ خیال نہیں کرتا کہ اس کے بچے کہیں آوارہ ہو کر پھرتے رہیں۔ تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ اس کے بچے قوم کے لئے کوئی مفید وجود ثابت نہیں ہو سکتے۔ اور نہ خود کوئی بڑائی حاصل کر سکتے ہیں۔ اور پھر وہ لوگ جو اپنے لئے آپ قربانیاں کرتے ہیں۔ وہ بھی بہت بڑے درجے پاتے ہیں۔ مثلاً ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے آپ کے ابتدائی زمانہ میں کسی نے اپنے وقت۔ اپنے آرام۔ اپنے مال کی قربانی نہیں کی آپ ابھی شکم مادر میں ہی تھے۔ کہ باپ فوت ہو گئے۔ پھر ابھی ننھے بچے ہی تھے کہ ماں فوت ہو گئیں۔ اور ذرا ہوش سنبھالا تھا کہ دادا کا انتقال ہو گیا۔ مگر آپ نے اپنے لئے اور اپنے نفس کی اصلاح اور دنیا کی بھلائی کے لئے وہ وہ قربانیاں کیں۔ کہ جن کے نتائج آج ساری دنیا دیکھ رہی ہے۔

اسلام میں ہر عید قربانی کے بعد ہے

پس چونکہ بڑائی کے معنی ہوتے ہیں بڑی قربانی کے اور چھوٹائی کے معنی ہوتے ہیں۔ چھوٹی قربانی کے۔ اسی لئے اسلام نے قربانی پر بہت زیادہ زور دیا ہے۔

اور مسلمانوں کی کوئی عید نہیں۔ جس کے ساتھ قربانی نہ ہو۔ اسلام میں عام طور پر دو عیدیں مشہور ہیں۔ ایک بڑی کہلاتی ہے۔ ایک چھوٹی۔ بڑی تو وہ ہے۔ جس میں جانور ذبح کئے جاتے ہیں۔ اور چھوٹی وہ جو رمضان کے بعد آتی ہے۔

جس کو بڑی عید کہا جاتا ہے۔ اس میں تو ظاہری قربانی ہوتی ہی ہے۔ اور دوسری عید۔ جو رمضان کے بعد آتی ہے۔ اس تک بھی انسان بہت سی قربانیاں کرنے کے بعد پہنچتا ہے۔ پس در حقیقت کوئی خوشی نہیں۔ اور کوئی عید نہیں جب تک اس کے پہلے قربانی نہ کی گئی ہو۔ دیکھو رمضان کے بعد جو عید آتی ہے اس سے پہلے یعنی رمضان میں کتنی قربانیاں انسان کو کرنی پڑتی ہیں۔ نفس کی قربانی کھانے پینے کی قربانی شہوات کی قربانی۔ اپنے جذبات اور ارادوں کی قربانی جب مومن اتنی قربانیاں کر چکتا ہے۔ تب عید اسکو خوش کرنے کے لئے آتی ہے۔ تو ان عیدوں میں ہمارے لئے بڑے بڑے سبق ہوتے ہیں۔ اور ہمیں بتایا جاتا ہے۔ کہ ہر ایک عید اور خوشی کے ساتھ قربانی لازمی ہوتی ہے۔

تلوار سے گردن کٹوانا ہی قربانی نہیں

عید اضحیٰ کیا ہے یادگار ہے۔ اس قربانی کی جودت ہوئی۔ حضرت ابراہیم نے کی تھی۔ اور اس سے ہمیں سبق دیا جاتا ہے کہ یہ ایک اصل ہے جس کے ذریعہ جماعتیں ترقی پاتی ہیں۔ بغیر اس طرح قربانی کئے کوئی جماعت ترقی نہیں پا سکتی۔ جب جماعت کے سارے لوگ اپنے آپ کو قربان کرنے پر آمادہ اور تمام چیزوں کو قربان کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ تب مدعا حاصل ہوتا ہے۔ ورنہ کسی ایک دو کے قربان ہونے سے جماعتوں کو ترقی حاصل نہیں ہوا کرتی۔ ہاں قربانی صرف گلا کٹوانے کا ہی نام نہیں۔ بلکہ قربانی کے اور طریق بھی ہیں۔ یعنی اپنے تمام ارادوں آرزوؤں کو ایک مقصد کے حصول کے لئے چھوڑ دینا بھی قربانی ہوتی ہے۔ اور یہ ایسی قربانی ہے۔ کہ تلوار کے ذریعہ گردن کٹانے

کی قربانی اس کے مقابلہ میں آسان ہے۔ کیونکہ اس سے بہت جلد فیصلہ ہو جاتا ہے۔ لیکن یہ قربانی ایسی ہوتی ہے۔ کہ ایک ہی وقت میں اس کا خاتمہ نہیں ہو جاتا۔ پھر تلوار سے جو قربانی ہوتی ہے۔ وہ بعض اوقات ناحق کے لئے بھی ہو جاتی ہے۔ عیسائی عورتیں عیسائیت کے لئے سر کٹوا لیتی ہیں مگر وہ قربانی جس میں نفسانیت کو چھوڑنا پڑے شہوات سے علیحدہ ہونا پڑے۔ آرزوؤں اور تمناؤں اور جذبات اور ارادوں کو قربان کرنا پڑے کو وہ باطل کے لئے نہیں ہو سکتی۔ دیکھو تلوار سے تو بہت تھوڑے صحابہ شہید ہوئے ہیں۔ مگر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ دیگر صحابہ شہید نہیں ہوئے۔ حضرت حمزہ ہی شہید نہیں ہوئے۔ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ بھی شہید ہوئے ہیں۔ ہاں ان میں فرق تھا تو یہ تھا کہ حضرت حمزہ ظاہری تلوار سے شہید ہوئے۔ مگر حضرت ابوبکر ایک ایسی تلوار کے شہید تھے۔ جس کا ظاہر میں وجود نہ تھا۔ مگر ہر وقت چلتی رہتی تھی یہ سب جلیل القدر انسان خطرناک وقتوں میں جنگ کے میدانوں میں گئے۔ اور دوسروں سے بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہے۔ مگر خدا کی مصلحت تھی کہ ان کو اس وقت بچائے رکھا۔ کیونکہ خدا جانتا تھا کہ وہ وقت آتا ہے۔ جبکہ اسلام کی عظیم الشان خدمتیں بجا لائیں گے۔ اور مسلمانوں کے شیرازہ کو بکھرنے سے بچائیں گے۔

فوجی نقطہ نظر سے شجاعت کی تعریف

حضرت علیؓ سے کسی شخص نے دریافت کیا کہ صحابہؓ میں سے سب سے بہادر کون تھا۔ شیعہ حضرت علیؓ کے متعلق کہا کرتے ہیں۔ کہ شیر خدا تھے۔ بیشک وہ شیر خدا تھے۔ مگر شیعوں کی اس سے غرض دوسرے صحابہ کی مذمت کرنا ہوتا ہے۔ ہاں۔ تو حضرت علیؓ نے کہا کہ اس وقت بہادری کا معیار یہ تھا کہ جو سب سے زیادہ رسول کریم کے قریب ہوتا تھا۔ وہی سب سے بڑا بہادر سمجھا جاتا تھا۔

یہ بات فوجی نقطہ خیال سے بالکل درست ہے کیونکہ فوج کا افسر جہاں ہوتا ہے۔ وہی جگہ دشمنوں کی نظر میں سب سے اہم ہوتی۔ اور اسی پر دشمن کا سارا زور ہوتا۔ کیونکہ اس زمانہ میں یہ طریق تھا کہ اگر افسر مارا جاتا۔ تو ساری فوج بھاگ کھڑی ہوتی۔ تو ایسے معرکے میں جو افسر کے زیادہ قریب ہوتا۔ وہی سب سے زیادہ بہادر سمجھا جاتا اور اسی کی بہادری سب سے بڑھی ہوئی ہونی چاہیئے۔ یہ فرما کر حضرت علی نے کہا۔ اور لڑائی کے وقت سب سے زیادہ آنحضرت کے قریب ابوبکر ہوتے تھے۔ اور یہ بالکل ٹھیک ہے۔ جنگ اُحد میں ایک آن کی آن کے لئے۔ جب دشمن آنحضرت اور صحابہ کے درمیان حائل ہو گئے۔ تو اس وقت صرف الیوجات پاس رہ گئے۔ ورنہ ہر خطرناک وقت میں حضرت ابوبکرؓ ہی رسول کریم کے قریب ہوتے تھے۔ مگر باوجود اس کے۔ وہ تلوار کے ذریعہ شہید نہ ہوئے۔ مگر کیا ان کی شہادت میں کچھ شک ہو سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔

ہر ایک کو شہادت کا درجہ حاصل کرنے کی کوشش کرنا چاہیے

تو صحابہ میں سے تھوڑے شہید ہوئے۔ اور زیادہ بغیر تلوار کے قربان شدہ تھے۔ ایسا ہی ہماری جماعت کے لوگوں کو ہونا چاہیئے۔ ہمیں سید عبد اللطیف مرحوم اور عبد الرحمنؓ کی مثال دیکھ اور انکی شہادت پر یہ کہکر خوش نہیں ہونا چاہیئے۔ کہ وہ شہید ہو گئے۔ بلکہ خود شہادت کا درجہ حاصل کرنے کی کوشش کرنا چاہیئے اور جب تک ہم خود بھی شہید نہ ہو جائیں۔ دوسروں کی شہادت پر خوش نہیں ہونا چاہیئے۔ انھوں نے اگر شہادت پائی۔ تو اپنا فرض ادا کیا نہ کہ تمھارا فرض ان کے شہید ہونے سے ادا ہو گیا۔ تم میں سے ہر ایک کو اپنا فرض آپ ادا کرنا چاہیئے کیونکہ جب تک جماعت کا ہر ایک فرد شہید بننے کی کوشش نہیں کرے گا۔ اس وقت تک اصل مدعا حاصل نہیں ہو سکیگا۔ جو مقصد تمھارے پیش نظر ہے۔ وہ بہت بڑا ہے۔ لاکھوں اور کروڑوں قربانیوں کی ضرورت ہے۔ ایک انسان کی بقا کے لئے ہزاروں قربانیاں کرنی پڑتی ہیں۔ انسان کے وجود کے ذرے ذرے کے لئے قربانی ہوتی ہے۔ پس جب ایک انسان کے لئے اتنی قربانیوں کی ضرورت ہے۔ تو سمجھ لو کہ جماعت کی ترقی کے لئے کس قدر قربانیوں کی ضرورت ہوگی۔ تم نے ساری دنیا کو مسلمان کرنا ہے۔ ... اور ساری دنیا میں توحید کو پھیلانا ہے اگر ایک شخص قربانی کرے تو کیا یہ بات حاصل ہو سکتی ہے۔ اس زمانہ میں تلوار کی قربانی کی ضرورت نہیں۔ مگر جہاں تلوار کی قربانی کی ضرورت ہو اس سے بھی انکار نہیں ہونا چاہیئے۔ جیسا کہ کابل میں ہوا۔ ہاں جن ممالک میں ہم پر تلوار نہیں چلائی جاتی۔ وہاں ہمیں بھی تلوار کی شہادت کی ضرورت نہیں۔ وہاں اور قسم کی شہادت ہے۔ تلوار کی قربانی تو ایک لحظ میں ہو جاتی ہے مگر جس قربانی کی ہمیں ضرورت ہے وہ ہر لحظ میں کئی بار ہوتی ہے۔ حضرت صاحب نے لکھا ہے کہ امام حسین کی شہادت تو ایک شہادت ہے۔ مگر میں نے تو بہت سی شہادتیں دیکھی ہیں اسی طرح حضرت صاحب فرماتے ہیں ع

صد حسین است در گریبانم

کہ مجھ پر ہر وقت وہی کچھ گذرتا ہے۔ جو امام حسین پر ایک وقت گذرا۔ تلوار سے ایک دفعہ فیصلہ ہو جاتا ہے۔ اور ایک جوشیلا فوری جوش میں گردن کٹوا سکتا ہے۔ مگر جو آہستہ آہستہ قربانیاں طلب کی جاتی ہیں۔ انکو ہر ایک شخص برداشت نہیں کر سکتا۔ مثلاً کسی کو اگر کہا جائے کہ اس دن بھر کھڑے رہو۔ تو اس کے لئے مشکل ہے۔ اور اس میں صبر اور ہمت کی اس سے بہت

زیادہ ضرورت ہے۔ جتنی تلوار کے نیچے سر رکھدینے میں ہے تو اسوقت تلوار کی قربانی کی ضرورت نہیں بلکہ ایسی قربانی کی ضرورت ہے۔ جس میں انسان کی ہر چیز قربان ہو۔ ایک ایک لمحہ کا فکر ایسا ہوتا ہے کہ جان کو گھلا ڈالتا ہے جیساکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لعلک باخع نفسک یعنی کیا تو محض اس غم اور فکر میں کہ یہ لوگ کیوں ایمان نہیں لاتے اپنے آپ کو ہلاک کر ڈالیگا۔ عربی زبان میں گردن کی پچھلی رگوں تک کٹنے کو بخع کہتے ہیں۔ گویا کہ چھری کا اس طرح چلنا کہ گردن کی پچھلی رگیں آہستہ آہستہ کٹ جائیں۔ یہ مقام حاصل نہیں ہوسکتا جب تک خاص ایمان نہ ہو۔

پس اسوقت ضرورت ہے کہ اسلام کے لئے اور سلسلہ احمدیہ کے لئے ہر ایک قربانی جس کی ضرورت ہو کیجائے اور جب تک تم میں سے ہر ایک قربانی نہیں کریگا۔ ان ترقیوں کے منہ نہیں دیکھ سکوگے جو مقدر ہیں۔ زید و بکر کی قربانی تمھارے لئے کافی نہیں ہوسکتی۔ تمھارے لئے تمھاری اپنی ہی قربانی کام آنیوالی ہے۔ اگر تم دوسروں کی قربانیوں پر خوش ہوگے تو تمھاری مثال ایسی ہی ہوگی۔ جیسی کسی پنڈت کے متعلق مشہور ہے کہتے ہیں۔ ایک پنڈت جو صبح کے نہانے کو فرض قرار دیتا تھا صبح کے وقت دریا پر گیا۔ سردی کا موسم تھا اتنی تو جرأت نہ ہوئی کہ دریا میں داخل ہوکر نہائے۔ ایک کنکر اٹھاکر اور اس کو مخاطب کرکے کہنے لگا "تو ما شنان سو مورا اشنان" یعنی تیرا نہانا ہی میرا نہانا ہے یہ کہکر کنکر دریا میں ڈالدیا۔ راستہ میں ایک دوسرا پنڈت ملا۔ اس نے کہا بھئی کیسے نہائے اس نے ترکیب بتلائی۔ اس پنڈت نے اسے مخاطب کرکے کہدیا کہ "تورا اشنان سو مورا اشنان" اور واپس آگیا۔ میر، سید عبد اللطیف اور عبد الرحمٰن خان کی قربانی کو اپنے لئے کافی نہ سمجھو کسی کی نماز سے اپنی نماز ادا نہیں ہوسکتی جو بیکار ہے۔ یہ ظاہر ہوا۔ وہ ان کا کام تھا۔ تم اپنا فرض آپ ادا کرنے کی کوشش کرو۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرماوے کہ ہم ان قربانیوں کو ادا کریں جنکی اسوقت اسلام کے لئے ضرورت ہے اور ہمیں وہ دن نصیب کرے کہ ہم پوری ترقیاں دیکھیں اور اسلام اپنی اصلی شان میں [illegible]

احمدیان مالابار کے متعلق کس نے غلط بیانی کی

۱۰ جون کے اخبار میں ہم نے لکھا تھا۔ کہ غیر مبایعین کی طرف سے فخریہ طور پر زبانی جو یہ مشہور کیا جارہا ہے۔ کہ مالابار کے چار سو مبایعین ان کے ساتھ ہوگئے ہیں۔ یہ بالکل غلط ہے۔ اس کے جواب میں پیغام لکھتا ہے

"ہم پوچھتے ہیں۔ کہ الفضل نے یہ زبانی روایت کہاں سے سنی۔ کس نے اسکے کان میں آکر یہ بات کہدی۔ اور کب اسکو اس بات کا پتہ لگا۔ کہ اس بات کو فخریہ بیان کررہے ہیں حیرت ہے کہ خود اپنے پاس سے ایک بات بناتے ہیں۔ اور پھر ہم پر الزام دینے کے لئے اس کو اخبار میں لکھدیتے ہیں۔"

ان الفاظ کو پڑھکر معلوم ہوتا ہے۔ کہ حکیم مرہم عیسیٰ نے احمدیان مالابار کے متعلق جو چال چلنی چاہی تھی اس میں بوجہ اس کے کہ ہمارے مبلغین مالابار میں موجود ہیں ناکامی دیکھکر پیغام نے اس خبر سے ہی انکار کردیا ہے۔ اگر پیغام اسی پر اکتفا کرتا تو ہمیں ضرورت نہ تھی۔ کہ اسکے متعلق کچھ لکھتے۔ کیونکہ ہمارا مقصد یہ تھا۔ کہ مالابار کے متعلق غیر مبائعین کی طرف سے جو غلط بیانی کی جارہی ہے۔ اسکی تردید ہوجائے۔ اور پیغام کے اس خبر سے انکار کردینے سے وہ بخوبی ہوگئی تھی لیکن اسکے ساتھ ہی چونکہ ہم پر یہ الزام لگایا گیا ہے۔ کہ ہم نے اپنے پاس سے یہ بات بنائی ہے۔ اور ہم سے دریافت کیا گیا ہے۔ کہ ہم نے یہ زبانی روایت کہاں سے سنی۔ اور ہم کو کس طرح پتہ لگا۔ کہ غیر مبائعین اس بات کو فخریہ بیان کررہے ہیں۔ اس لئے ہم ذیل میں وہ خط درج کرتے ہیں۔ جس سے یہ باتیں ہمیں معلوم ہوئیں۔ اور انکی تردید کرنا ہم نے ضروری سمجھا۔

برادرم محمد یسین صاحب دفتر ملٹری ورکس شملہ نے ۱۴ جون کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں ایک خط لکھا۔ جس میں تحریر کیا۔ کہ:-

"جس روز سے مولوی محمد علی یہاں آیا ہے یہ مشہور ہو رہا ہے کہ مالابار کے چار سو مبائعین انکی طرف ہوگئے ہیں۔ اس بات کو کل عبد الرحمٰن فخریہ دوسروں کو بتارہا تھا تو میں نے کہدیا کہ یہ خبر بھی ویسی ہی ہوگی جیسی کہ کابل کے تمام کے تمام احمدی آپکی طرف ہوگئے تھے۔ اسپر وہ سخت طیش میں آگیا۔ اور ایک دو گالیاں بھی دیں جسپر میں نے صبر کرکے کہا کہ دیکھو خلیفہ کے منکروں کا ایمان اس طرح سے جایا کرتا ہے۔ بعد میں دوسروں نے بھی اسے شرمندہ کیا۔ اور عبد الرحمٰن نے یہ بھی کہا بلکہ دو چار اشخاص کے سامنے اقرار کرلیا ہے کہ اگر یہ خبر جو مالابار کے متعلق ہے غلط ہو تو میں جان لونگا کہ اس خبر کے دینے والے اور پھیلانیوالے سب بے ایمان ہیں وغیرہ وغیرہ۔ سو بندہ کی عاجزانہ التماس ہے کہ حضور مالابار سے اسکے متعلق دریافت کرنیکے لئے حکم صادر فرمادیں۔ اور اصلی واقعہ کو اخبار میں شائع کرنیکے لئے کہدیں۔ یا مجھے مطلع کرنیکے لئے حکم فرمادیں۔"

مذکورہ بالا الفاظ سے صاف ظاہر ہے کہ یہ خبر ہم نے اپنی طرف سے نہیں بنائی۔ بلکہ مولوی محمد علیصاحب کی موجودگی میں شملہ کے ایک غیر مبائع نے بڑے وثوق اور یقین کے ساتھ دوسروں کو سنائی۔ اور جب اسی قسم کی ایک گذشتہ غلط بیانی کو مثال کے طور پر پیش کرکے تردید کی گئی۔ تو وہ شخص سخت طیش میں آگیا حتیٰ کہ گالیوں پر اتر آیا۔ اور اس نے دو چار آدمیوں کے سامنے اقرار کیا۔ کہ اگر یہ خبر غلط ہو۔ تو میں ان لوگوں کو جن کے ذریعہ یہ خبر مجھے پہنچی ہے بے ایمان جان لونگا۔ اس شخص کا اس بات پر اس قدر زور دینا اور اتنے یقین اور وثوق کے ساتھ بیان کرنا ظاہر کرتا ہے۔ کہ اس نے یہ خبر کسی ایسے ہی شخص سے سنی ہوگی۔ جس پر اسے بہت اعتماد ہوگا۔ اور کوئی عجب نہیں۔ کہ مولوی محمد علیصاحب سے ہی اس نے سنی ہو۔ پس ہم نے جو کچھ لکھا۔ وہ اپنے ایک معزز بھائی کی تحریر کی بنا پر لکھا اور ضرورتاً لکھا۔

امید ہے۔ کہ پیغام کی اس سے تسلی ہوجائیگی۔ اور وہ مان لیگا۔ کہ اس غلط بیانی کے ذمہ دار غیر مبائعین ہی ہیں ✽

اشتہار مردوں کے حیض کا جواب

ایک اشتہار بعنوان "مردوں کا حیض" انجمن محمدیہ راولپنڈی کی طرف سے شائع ہوا ہے۔ جس میں حضرت مسیح موعود کے بعض الہامات پر نکتہ چینی کی گئی ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ الہامات مندرجہ اشتہار کا صحیح صحیح مطلب پبلک کے سامنے پیش کر دیں۔ تا دروغگو مشتہر کی غلط بیانیوں کا ازالہ ہو جائے

پہلا الہام یہ ہے:۔ یریدون ان یروا طمثک واللہ یرید ان یریک انعامہ الانعامات المتواترۃ انت منی بمنزلۃ اولادی واللہ ولیک وربک فقلنا یا نار کونی بردا۔

اس کا ترجمہ حضرت مسیح موعود نے یہ کیا ہے۔ کہ "بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے یا کسی پلیدی اور ناپاکی پر اطلاع پائے۔ مگر خدا تعالیٰ تجھے اپنے انعامات دکھلائیگا۔ جو متواتر ہونگے۔ اور تجھ میں حیض نہیں۔ بلکہ وہ بچہ ہو گیا ہے۔ ایسا بچہ جو بمنزلہ اطفال اللہ ہے۔"

اس ترجمہ اور الہام کو لے کر زبان دراز مشتہر اعتراض کرتا ہے کہ اس سے ظاہر ہے کہ مرزا صاحب کو حیض و نفاس آتا تھا۔ اور دردِ زہ بھی ہوتا ہوگا۔ اور اس کے علاوہ اور بھی بہت سی بکواس کی ہے حالانکہ حضرت مسیح موعود نے اپنی کتاب اربعین نمبر ۴ صفحہ ۱۹ میں صاف تحریر فرمایا ہوا ہے۔ کہ خون حیض سے اس جگہ واقعی حیض مراد نہیں ہے۔ بلکہ اس الہام میں حیض سے مراد ناپاکی اور پلیدی ہے۔ چنانچہ اس الہام کے درج کرنے کے بعد فرماتے ہیں:۔ "یہ لوگ خون حیض تجھ میں دیکھنا چاہتے ہیں یعنے ناپاکی اور پلیدی اور خباثت کی تلاش میں ہیں۔ اور خدا چاہتا ہے کہ اپنی متواتر نعمتیں جو تیرے پر ہیں دکھلا دے" اس عبارت سے ظاہر ہے۔ کہ انسان کی ناپاکی کو جو لازم بشریت ہے۔ بطور استعارہ کے حیض قرار دیا گیا ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود اپنی کتاب تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۴۳-۱۴۴ میں لکھتے ہیں:۔

"حیض ایک ناپاک چیز ہے مگر بچہ کا جسم اسی سے تیار ہوتا ہے۔ اسی طرح جب انسان خدا کا ہو جاتا ہے۔ تو جسقدر فطرتی ناپاکی اور گند ہوتا ہے۔ جو انسان کی فطرت کو لگا ہوا ہوتا ہے اسی سے ایک روحانی جسم تیار ہوتا ہے یہی طمث (حیض) انسانی ترقیات کا نتیجہ ہے۔ اسی بنا پر صوفیاء کا قول ہے کہ اگر گناہ نہ ہوتا۔ تو انسان کوئی ترقی نہ کر سکتا آدم کی ترقیات کا بھی یہی موجب ہوا۔ اسی وجہ سے ہر ایک نبی مخفی کمزوریوں پر نظر کرکے استغفار میں مشغول رہتا ہے۔ اور وہی خوف ترقیات کا موجب ہوتا رہتا ہے۔ خدا فرماتا ہے۔ ان اللہ یحب التوابین ویحب المتطہرین۔ پس ہر ایک ابن آدم اپنے اندر ایک حیض کی ناپاکی رکھتا ہے۔ مگر وہ جو سچے دل سے خدا کی طرف رجوع کرتا ہے وہی حیض اس کا ایک پاک لڑکے کا جسم بنا کر دیتا ہے۔ اسی بناء پر خدا میں فانی ہونے والے اطفال اللہ کہلاتے ہیں۔ لیکن یہ نہیں کہ وہ خدا کے درحقیقت بیٹے ہیں۔ کیونکہ یہ تو کلمہ کفر ہے۔ اور خدا بیٹوں سے پاک ہے۔ بلکہ اس لئے استعارہ کے رنگ میں وہ خدا کے بیٹے کہلاتے ہیں کہ وہ بچہ کی طرح دلی جوش سے خدا کو یاد کرتے رہتے ہیں۔"

اس تحریر میں حضرت مسیح موعود نے نہایت وضاحت کے ساتھ بتا دیا ہے۔ کہ جو فطرتی ناپاکی اور گند انسان کی فطرت کو لگا ہوا ہے۔ اسی کا نام اس جگہ حیض رکھا گیا ہے۔ اور یہ ایسا حیض ہے کہ ہر ایک ابن آدم اس کا کچھ نہ کچھ حصہ اپنے اندر رکھتا ہے۔ مگر وہ جو سچے دل سے خدا کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اس کا یہ حیض ایک پاک جسم تیار کر دیتا ہے۔

پس حضرت مرزا صاحب کی طرف سے ایسی تصریحات کی موجودگی میں یہ کہنا کہ مرزا صاحب کو حیض و نفاس آتا تھا۔ اور اس بناء پر معترض کا آنجناب کی ذات پر حملے کرنا اگر حد درجہ کی بے حیائی نہیں ہے۔ تو اور کیا ہے۔

حضرت شیخ فرید الدین عطار جو اولیائے کبار میں سے سمجھے جاتے ہیں۔ وہ اپنی کتاب تذکرۃ الاولیاء میں بصفحہ ۱۷۴ لکھتے ہیں:۔

"جیسے عورتوں کو حیض آتا ہے۔ ایسا ہی ارادت کے راستہ میں مریدوں کو حیض آتا ہے۔ اور مرید کے راستے میں جو حیض آتا ہے تو وہ گفتار سے آتا ہے۔ اور کوئی مرید ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ وہ اس حیض میں ہی پڑا رہتا ہے۔ اور کبھی اس سے پاک نہیں ہوتا۔ اور ایسا آدمی بھی ہوتا ہے کہ اس کو حیض نہیں آتا۔ ہمیشہ پاکی میں رہتا ہے۔"

کیا نادان معترض یہاں بھی وہی بکواس کرے گا جو اس نے حضرت مسیح موعود کے متعلق کی ہے اور بتائے گا۔ کہ اس جگہ حیض آنے سے کیا یہی سمجھے ہیں۔ کہ جو شخص ارادت کے راستہ پر چل رہا ہو۔ اس کو بالکل عورتوں کی طرح حیض آیا کرتا ہے۔ اور اس کے پیٹ میں بچہ دان بھی ہوتا ہے۔ اور اس کا فرج بھی ہوتا ہے۔ جس سے حیض اور بچہ برآمد ہوتا ہے اور ایسے لوگ ریش دار عورتیں ہوتی ہیں؟ اسی طرح مجالس الابرار میں لکھا ہے۔ واما الکرامۃ بمعنی ظہور امر خارق۔ للعادت فلا عبرۃ لہا بل ھی حیض الرجال۔ یعنے کرامت جو بمعنے ظہور امر خارق العادت ہے۔ اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ یہ تو مردوں کا حیض ہے۔ اس کی کوئی پرواہ نہیں کرنی چاہیئے۔ یہاں بھی حیض کے وہ معنے نہیں ہیں۔ جو مذکورہ بالا گندہ فطرت مشتہر نے لئے ہیں۔ اور لطف یہ کہ اس حوالہ میں حیض الرجال کا لفظ بھی آگیا ہے۔ جو بد طینت مشتہر کے گندے اشتہار کا عنوان خاص ہے۔

دوسرا الہام جس پر اعتراض کیا گیا ہے۔ وہ یہ ہے۔ جو حقیقۃ الوحی صفحہ ۷۲ میں درج ہے۔ "فاجاءھا المخاض الی جذع النخلۃ قالت یالیتنی مت قبل ھذا وکنت نسیًا منسیا" نکتہ چین لکھتا ہے۔ یہ کسطرح ممکن ہے۔ کہ پہلے مرزا صاحب عورت ہوں اور پھر حاملہ ہوں۔ اور پھر وہی عورت مرد بنکر اپنا حمل ہو جائے۔" معترض کا یہ اعتراض بھی ویسا ہی بیہودہ ہے۔ جیسے پہلا۔ اور جو اصل مقصود ان الہامات سے ہے۔ وہ یہاں بھی معترض نے نظر انداز کر دیا ہے۔ حضرت مرزا صاحب خود حقیقۃ الوحی کے اسی صفحہ میں ارقام فرماتے ہیں۔ کہ یہاں تولد سے اس قسم کا جسمانی تولد مراد نہیں ہے۔ جیسے عورت کے پیٹ سے بچہ کا تولد ہوتا ہے۔ بلکہ یہ روحانی تولد ہے۔ چنانچہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۷۲ کی اصل عبارت یوں ہے :۔

"خدا تعالیٰ کا پاک کلام جو میری کتاب براہین احمدیہ کے بعض مقامات میں لکھا گیا ہے۔ اسمیں خدا تعالیٰ نے بتصریح ذکر کر دیا ہے۔ کہ کس طرح اوس نے مجھے عیسیٰ بن مریم ٹھہرایا۔ اس کتاب میں پہلے خدا نے میرا نام مریم رکھا اور بعد اسکے ظاہر کیا۔ کہ اس مریم میں خدا کی طرف سے روح پھونکی گئی۔ اور پھر فرمایا۔ کہ روح پھونکنے کے بعد مریمی مرتبہ۔ عیسوی مرتبہ کی طرف منتقل ہو گیا۔ اور اس طرح مریم سے عیسیٰ پیدا ہو کر ابن مریم کہلایا۔ اسکے بعد پھر لکھا ہے :۔ اسجگہ خدا تعالیٰ ایک استعارہ کے رنگ میں فرماتا ہے۔ کہ جب اس ماموریں مریمی مرتبہ سے عیسوی مرتبہ کا تولد ہوا۔ اور اس لحاظ سے یہ ماموّر ابن مریم بننے لگا۔ تو تبلیغ کی ضرورت جو درد زہ سے مشابہت رکھتی ہے۔ اسکو اُمّت کی خشک جڑھ کے سامنے لائی جنہیں فہم اور تقویٰ کا پھل نہیں تھا۔ اور وہ تیار تھے کہ ایسا دعویٰ سنکر افترا کی تہمتیں لگاویں۔ اور دُکھ دیں اور طرح طرح کی باتیں اسکے حق میں کریں۔ تب اس نے اپنے دل میں کہا کہ کاش! میں پہلے اس سے مرجاتا۔ اور ایسا بھولا بسرا ہو جاتا کہ کوئی میرے نام سے واقف نہ ہوتا۔"

اس حوالہ کے پڑھنے سے ظاہر ہے کہ الہام میں تولد روحانی مراد ہے نہ کہ تولد جسمانی۔ جیسا کہ مثنوی مولانا روم دفتر دوم مطبوعہ کانپور کے صفحہ ۸۱ میں مولانا روم فرماتے ہیں :۔

جانِ کُل با جانِ جزو آسیب کرد
جان ازو درے ستد در جیب کرد
ہمچو مریم جاں ازاں آسیب جیب
حاملہ شد از مسیح دل فریب
آں مسیحے نے کہ بر خشک و تراست
آں مسیحے کز مساحت برتراست
پس ز جانِ جان چو حامل گشت جاں
از چنیں جانے شود حامل جہاں
پس جہاں زاید جہان دیگرے
ایں حشر را وا نماید محشرے

ان اشعار میں مولانا روم نے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی انسان کامل پر جب تجلی فرماتا ہے۔ تو وہ استفاضۂ کمالات کی وجہ سے حضرت مریم صدیقہ کی طرح ایک نئے مسیح سے حاملہ ہو جاتا ہے۔ اور اسکے حاملہ ہونے کی وجہ سے باقی جہان بھی حاملہ ہو جاتا ہے اور یہ سلسلہ یونہی چلتا ہے۔

اب اگر حاملہ ہونے سے وہی مراد لیجائے جو معترض نے حضرت مرزا صاحب کے الہام پر اعتراض کرتے ہوئے بیان کی ہے۔ تو ہر انسان کامل کے پیٹ میں بھی کوئی بچہ ان معترض کو ماننا پڑیگا۔ اور نہ صرف یہی بلکہ بقول خود اس کا فرج بھی تسلیم کرنا پڑیگا۔ جس سے بچہ برآمد ہوتا ہے اور اس کے ساتھ حیض و نفاس اور درد زہ کی تکلیفیں بھی قبول کرنی ہونگی۔ اور ساتھ ہی یہ بتانا ہو گا کہ یہ حمل اور اولاد کس کی طرف نسبت کی جائیگی۔

معترض کی نسبت بٹالہ کا محمد حسین ہی با سمجھ نکلا جس نے ریویو براہین احمدیہ میں صاف کہدیا تھا کہ لفظ مریم سے مؤلف مراد ہے جسکو ایک روحانی مناسبت کے سبب مریم سے تشبیہ دیگئی ہے وہ مناسبت یہ ہے کہ جیسے مریم علیہا السلام بلا شوہر حاملہ ہوئی ہیں ایسے ہی مؤلف براہین احمدیہ بلا تربیت و صحبت کسی پیر۔ فقیر۔ ولی۔ مرشد کے ربوبیت غیبی سے تربیت پاکر مورد الہامات غیبیہ و علوم لدنیہ ہوئے ہیں۔ اور اس کی ایک ادبی مثال نظامی کا یہ شعر ہے جسمیں انہوں نے اپنی طبیعت کو مریم سے تشبیہ دی ہے،

منم مریم نہ زن بلکہ آتش زن ست
کہ مریم صفت بکر آبستن ست

اسصورت میں مریم کا خطاب بصیغہ تذکیر محل اعتراض نہیں اور اسکے لئے زوج کا اثبات بھی مستبعد نہیں ملاحظہ ہو اشاعۃ السنۃ نمبر ۹ جلد ۷ صفحہ ۲۸۰

حقیقۃ الوحی صفحہ ۷۲ کے حاشیہ کی عبارت جسمیں حضرت مسیح موعود نے تحریر فرمایا ہے :۔ "میں آدم ہوں۔ میں شیث ہوں۔ میں نوح ہوں۔ میں ابراہیم ہوں۔ میں اسحٰق ہوں۔ میں اسمٰعیل ہوں" نقل کرنے کے بعد مشتہر نے ایک ضمنی اعتراض یہ بھی کیا ہے کہ یہ بہت سے اشخاص جو کئی قرنوں سے فوت ہو چکے ہیں۔ مرزا صاحب کیسے بنگئے۔

سو اوّل تو حضرت مسیح موعود نے اس سے پہلے فقرہ میں خود ہی تحریر فرما دیا ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے تمام انبیاء کا مظہر ٹھہرایا ہے۔ اور تمام نبیوں کے نام میری طرف منسوب کئے ہیں نہ یہ کہ آپ کا وجود اور ان کا وجود ایک تھا اور نہ آپ تناسخ کے قائل تھے۔ جیسا کہ آپ نے نسیم دعوت صفحہ ۳۲ میں تحریر فرمایا ہے کہ "یہ تناسخ کے مسئلہ جیسا اور کوئی جھوٹا مسئلہ نہیں۔ کیونکہ اس کی بنیاد ہی غلط ہے۔" دوسرے براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۸۹ میں آپ نے بالتشریح ارقام فرمایا ہے کہ میری نسبت براہین احمدیہ کے حصص سابقہ میں جو یہ فرمایا گیا۔ جری اللہ فی حلل الانبیاء۔ اس وحی الٰہی کا یہ مطلب ہے۔ کہ آدم سے لے کر اخیر تک جسقدر انبیاء علیہم السلام خدا تعالیٰ کی طرف سے دنیا میں آئے ہیں۔ ان سب کے خاص واقعات یا خاص صفات میں سے اس عاجز کو کچھ حصہ دیا گیا ہے اور جو کچھ خدا تعالیٰ نے گذشتہ نبیوں کے ساتھ رنگا رنگ طریقوں میں نصرت اور تائید کے معاملات کئے ہیں۔ ان معاملات کی نظیر بھی میرے ساتھ ظاہر کی گئی ہے اور کی جائیگی۔" اس عبارت سے بخوبی معلوم ہو سکتا ہے کہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۷۲ کے حاشیہ کا کیا مطلب ہے۔

تیسرا الہام۔ جس پر اعتراض کیا گیا ہے۔ الہام "انت منی بمنزلۃ ولدی" ہے۔ مشتہر الزام دیتا ہے کہ اس الہام کے رُو سے مرزا صاحب کے نزدیک خدا کی

اولاد ہے۔ اور آپ اس کی اولاد کے نقش ہیں یہ ایک بہتان ہے۔ جیسے حضرت مسیح موعود کی نسبت شائع کر کے معترض نے اپنا نامۂ اعمال خراب کیا ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود اس الہام کی تشریح کرتے ہوئے دافع البلاء میں صاف تحریر فرما چکے ہیں۔ "یاد رہے کہ خدا تعالیٰ بیٹوں سے پاک ہے نہ اس کا کوئی شریک ہے اور نہ بیٹا۔ اور نہ کسی کو حق پہونچتا ہے کہ وہ یہ کہے۔ کہ میں خدا ہوں یا خدا کا بیٹا ہوں۔ لیکن یہ فقرہ اس جگہ قبیل مجاز اور استعارہ میں سے ہے ...... خدا کے اس کلام کو ہوشیاری اور احتیاط سے پڑھو۔ اور از قبیل متشابہات سمجھ کر ایمان لاؤ۔ اور اسکی کیفیت میں دخل نہ دو۔ اور حقیقت بحوالہ خدا کرو۔ اور یقین رکھو کہ خدا اتخاذ ولد سے پاک ہے۔ تاہم متشابہات کے رنگ میں بہت کچھ اسکے کلام میں پایا جاتا ہے۔ پس اس سے بچو۔ کہ متشابہات کی پیروی کرو۔ اور ہلاک ہو جاؤ اور میری نسبت بینات میں سے یہ الہام ہے۔ جو براہین احمدیہ میں درج ہے۔ قل انما انا بشر مثلکم یوحیٰ الی انما الٰھکم الٰہ واحد"۔ اسی الہام "انت منی بمنزلۃ اولادی" کی تشریح کرتے ہوئے ایک اور مقام پر حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۱۴۲ میں حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔ "خدا میں فانی ہونیوالے اطفال اللہ کہلاتے ہیں۔ لیکن یہ نہیں کہ وہ خدا کے درحقیقت بیٹے ہیں۔ کیونکہ یہ تو کلمہ کفر ہے۔ اور خدا بیٹوں سے پاک ہے۔ بلکہ اسلئے استعارہ کے رنگ میں خدا کے بیٹے کہلاتے ہیں۔ کہ وہ بچہ کی طرح دلی جوش سے خدا کو یاد کرتے رہتے ہیں۔ چنانچہ مثنوی رومی میں بھی لکھا ہے۔

اولیا اطفال حق اند اے پسر
غائبی و حاضری بس در نظر

خاکسار

فضل الدین احمدی (وکیل)

قادیان دارالامان

مختلف خبریں

جرمنی کے متعلق کونسل اربعہ کا فیصلہ پیرس ۱۴ر جون - جرمنی کی جوابی تجاویز سے اکثر کے متعلق کونسل اربعہ نے اپنا فیصلہ کر دیا ہے۔ کونسل نے فیصلہ کیا ہے کہ معاوضہ کے متعلق شرائط میں کوئی ترمیم نہیں کی جائیگی۔ اور بہر جانے کی شرائط بدستور رہینگی ❊

جرمنی کو مہلت ہے۔ ۱۰ روز تک کی میعاد (جسمیں جرمنی نمائندے اپنا فیصلہ پیش کرینگے) میں وہ تین دن بھی شامل سمجھے جائینگے جسمیں عارضی صلح منسوخ کی جا سکتی ہے۔ پس اگر جرمنی دستخط کرنے سے انکار کرے۔ تو میعاد کے ختم ہوتے ہی مارشل فوش کی افواج پیشقدمی شروع کر دینگی ❊

جرمنی نے عہد نامہ پر دستخط نہ ہوئے تو لڑائی شروع ہو جائیگی پیرس ۱۲ر جون - جرمنی کی جوابی تجاویز کا جواب اتحادیوں کی طرف سے غالباً ۱۷ر جون سے پیشتر نہیں بھیجا جائیگا۔ اور یہ تاخیر بے شمار تفصیلی نکات مرتب کرنے کی وجہ سے ہوگی۔ جرمنی کو جواب ارسال کرنے کے لئے آٹھ دن دئے جائینگے۔ اور اسمیں عارضی صلح کو منسوخ کرنے کے لئے تین روز کی ضروری میعاد بھی شامل ہوگی۔ جرمنوں کو کہدیا جائیگا۔ کہ اگر وہ مقررہ میعاد کے اندر دستخط کرنے پر رضامند نہ ہوں۔ تو مزید بحث ناممکن ہوگی۔ اور جرمنی کے خلاف جنگی کارروائی ۲۶ر جون کو خود بخود شروع ہو جائیگی ❊

اتحادیوں کی جنگی تیاریاں (۱۹ر جون پیرس) تاکہ بندی کی مجلس عظمیٰ نے کل اُن تدابیر پر غور کیا۔ جنکے خاص حالتوں میں لازمی ہو جانے کا خیال ہے۔ ۱۲ر جون کو مارشل فاش لکسمبرگ میں تشریف لائے۔ اور اتحادی جنگی صدر مقام کی طرف روانہ ہوئے ❊

کن اشخاص پر مقدمہ چلایا جائیگا (لنڈن ۱۶ر جون) اتحادیوں نے جرمنوں سے وعدہ کیا ہے۔ کہ وہ ان اشخاص کی فہرست ایک ماہ کے اندر پیش کر دینگے۔ جن پر جنگی ذمہ داری کی بنا پر مقدمہ چلایا جائیگا ❊

سورج میں داغ ان دنوں سورج میں ایک بڑا داغ نظر آتا ہے۔ اور غروب سے کچھ دیر پہلے دوربین کی مدد کے بغیر دیکھا جا سکتا ہے۔ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ چار پانچ روز تک نظر آتا رہے گا۔ یہ بہت وسیع داغ ہے۔ تخمیناً ایک سرے سے دوسرے سرے تک تین ہزار میل تک پھیلا ہوا ہے ❊

جنگ سے نقصان اندازہ لگایا گیا ہے۔ کہ حال کی لڑائی میں ۷۰ لاکھ انسان ہلاک۔ اور دو کروڑ مجروح اور بیمار ہوئے ❊

ایڈیٹر صاحب کیسل کی رہائی ایڈیٹر صاحب کیسل کی درخواست رحم کو حضور لاٹ صاحب نے منظور کر کے رہا کر دیا ہے ❊

مسٹر حسن امام لاہور میں پٹنہ کے مشہور بیرسٹر حسن امام لالہ ہرکشن لال بیرسٹر کے مقدمہ کی پیروی کے لئے ۱۵ جون کو لاہور میں آئے ❊

ننگا ہار میں بدامنی جو خبریں ڈاک میں موصول ہیں۔ ان سے پایا جاتا ہے کہ ضلع ننگا ہار میں بدامنی پھیلی ہوئی ہے۔ لوٹ مار اور قزاقیاں کثرت سے ہو رہی ہیں ❊

کوہاٹ تل کی سڑک سے لٹیروں کی خبریں آرہی ہیں۔ نیز ڈیرہ اسمٰعیل خاں کے ضلع میں لٹیروں کے گروہ موجود ہیں اور وہ بہت سے مویشی لوٹ کر ہانک کر لے گئے ہیں ❊

جنوبی وزیرستان کے فضائی دیکھ بھال والوں کا بیان ہے کہ وانا اور اس کے مضافات میں کچھ خیمے نصب ہیں اور گھوڑے جمع ہیں۔ اس سے اس خبر کی تصدیق ہوتی ہے کہ اس ضلع میں چند افغان سپاہی ابھی تک موجود ہیں ❊

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ تِجَارَةٍ تُنجِيكُم مِّنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ
تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِكُمْ وَ
أَنفُسِكُمْ ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ
وَيُدْخِلْكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَمَسَاكِنَ طَيِّبَةً فِي جَنَّاتِ
عَدْنٍ ط ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝ وَأُخْرَىٰ تُحِبُّونَهَا ط نَصْرٌ مِّنَ اللَّهِ
وَفَتْحٌ قَرِيبٌ ط وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ ۝

اے ایمان والو! کیا میں تمہیں ایسی تجارت بتلاؤں کہ اسکے ذریعہ تمہیں درد دینے والے عذاب سے نجات ملے وہ تجارت یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول پر ایمان لاؤ اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی جان و مال سے جہاد کرو۔ اس میں تمہاری بہتری ہے۔ کاش تم سمجھو (درد دینے والے عذاب سے نجات ہی نہیں بلکہ) اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ بخش دیگا اور تمہیں باغوں میں داخل کرے گا۔ جنکے نیچے نہریں بہتی ہیں اور ہمیشہ کی بہشتوں میں رہنے کیلئے اور پاکیزہ مکان ہیں۔ یہی بڑی مراد پانا ہے۔ اور ایک اور نعمت) جسکو تم چاہتے ہو دیگا خدا کی نصرت

اور اسی کی طرف سے قریبی فتح ہے۔ اور اے پیغمبر (صلے اللہ علیہ وسلم) ایمان لانیوالوں کو خوشخبری سُنا ۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے گذشتہ جلسہ سالانہ سے پہلے احباب کرام کی خدمت میں میں نے ضروریات سلسلہ کے لئے ایک اپیل کی تھی۔ اور جلسہ کے موقعہ پر تو خود حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے بھی نہایت تاکید کے ساتھ تمام جماعت کو مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ چندوں کی طرف سے بے پرواہی نہونے پائے مگر معلوم ہوتا ہے کہ ہر دوست نے یہ خیال کیا۔ کہ جب حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے اپنی زبان مبارک سے اسقدر تاکیدی الفاظ میں جماعت کو توجہ دلائی ہے۔ تو اب بھلا ممکن ہے کہ جماعت نہایت سرگرمی سے کوشش نہ کرے۔ اب تو ساری جماعت احمدیہ اسی طرف لگ جائیگی۔ اور چندوں کی ترقی کی کوئی حد ہی نہیں رہے گی۔ اس دوسروں کی کوشش کے خیال نے ہر احمدی دوست کو اسقدر اطمینان دلادیا کہ اسکو خود اپنی طرف سے کوشش کرنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوئی۔ یہ خیال تمام جماعتوں بلکہ افراد تک میں ایسا پھیلا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایک فرد یا ایک جماعت بھی ایسی نہیں ہے۔ جس نے ان تین ماہ میں خاطر خواہ تندہی سے چندہ کی ترقی میں کوشش کی ہو۔ یہ صحیح ہے کہ ان تین ماہ میں شورش کے باعث احمدی جماعت کے خیالات بھی پریشان اور دوسری طرف پھرے رہے۔ لیکن ایسی حالت میں بھی چندوں کی طرف سے کوشش کم کر دینا بتلاتا ہے کہ جماعت کو اپنی ضروریات کا پورا پورا احساس نہیں ہے۔ اکثر دیکھنے میں آتا ہے۔ کہ کوئی خفیف سی بھی نئی تحریک ہو جائے تو لوگ اودھر متوجہ ہو جاتے ہیں۔ اور عام چندوں پر اس کا اثر پڑنے لگتا ہے۔ حالانکہ جو معمولی چندے مقرر ہیں وہ ایسے ضروری ہیں۔ نہیں صرف وہ چندے ہی ضروری نہیں بلکہ انہیں روزانہ ترقی اور زیادتی ایسی ضروری ہے کہ کسی مشکل کی حالت میں بھی اسمیں فرق پڑنا سخت خطرناک ہے۔ تمام جماعت احمدیہ کو ایک کارکن جماعت کی حیثیت سے ایک سپاہی سمجھا جائے۔ تو یہ مقررہ معمولی چندے اس سپاہی کیلئے

صرف خشک نان جوئیں بلکہ چنوں سے زیادہ نہیں۔ پھر آپ خیال کریں۔ کہ اگر سپاہی کو پیٹ بھی پورے طور پر نہ ملیں تو کسطرح میدان جنگ میں ٹھہر سکتا ہے۔ کیسا دردناک مقام ہے کہ ایک تو ہر صیغہ کو اس کی ضرورت کے مطابق خرچ بھی نہیں ملا (نظارتوں کی رپورٹیں آپ تک پہونچ گئی ہیں اور اون سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ کیا کیا کام ہو رہا ہے) اور دوسری طرف ان تین ماہ کی عام بے توجہی نے قرضہ کو بجائے کم کرنے کے اور بھی بڑھا دیا

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے گذشتہ جلسہ پر فرمایا تھا کہ "اب ہمارے لئے ہر طرف تبلیغ کے دروازے کھل گئے ہیں۔ بعض لوگ چینخا کرتے تھے کہ ہم پر بہت بوجھ پڑا ہوا ہے۔ مگر دراصل بوجھ پڑنے کا زمانہ اب آیا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اس وقت تک ہماری جماعت کے لوگوں کو بڑی بڑی قربانیاں کرنی پڑی ہیں۔ مگر جس دروازہ کے کھلنے کے لئے یہ قربانیاں کی جاتی رہی ہیں۔ وہ اب کھلا ہے۔ اور مکان میں داخل ہونے کا اب وقت آیا ہے۔ پس وہ لوگ جو پہلے کبھی ایک ضرب پر گھبرا جاتے تھے۔ سن لیں کہ اب ضرب پر ضرب پڑے گی۔ پہلے سال میں کبھی ایک آدھ بار غیر معمولی چندہ دینا پڑتا تھا۔ لیکن اب سال میں متعدد بار غیر معمولی چندہ دینا ہوگا۔ کیونکہ خدا کے دین کے پھیلنے کے اب دن آئے ہیں"۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ انگلستان میں مشن قائم کرنے کی وجہ سے جماعت پر بہت بوجھ پڑ گیا ہے۔ میں کہتا ہوں ٹھیک ہے۔ اور وہ بوجھ ہے۔ لیکن یہ بھی یاد رہنا چاہیئے۔ کہ خدا سے عشق کرنا کوئی آسان کام نہیں۔ کسی نے کہا ہے ؎

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا
آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

تم لوگوں نے خدا سے محبت لگائی ہے۔ پس ابھی یہ کیا بوجھ ہے۔ آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا۔ دیکھو خدا تعالیٰ فرماتا ہے:۔ احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا اٰمنا وھم لا یفتنون۔ کیا یہ ہو سکتا ہے۔ کہ مومن

ضمیمہ اخبار الفضل قادیان دارالامان - ۲۴ جون ۱۹۱۹ء

صرف یہ کہہ کر چھوٹ جائیں کہ ہم ایمان لے آئے۔ اور اُن کا امتحان نہ لیا جائے ہرگز نہیں۔ پس تم کو بھی اسی طرح بھٹیوں میں ڈالا جائے گا۔ اسی طرح تمہیں مالوں۔ جانوں اور رشتہ داروں کو قربان کرنا پڑے گا۔ جس طرح پہلے عرب میں قربان کیا گیا۔"

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ تو چندہ پر اِسقدر زور دیں مگر نتیجہ یہ ہو کہ تین ماہ تک متواتر معمولی چندوں میں کمی رہے۔ معمولی مقررہ چندے ہی نہیں۔ بلکہ میں پھر عرض کرتا ہوں کہ معمولی مقررہ چندوں کی روزانہ ترقی اَب ایسی ضروری ہو گئی ہے کہ جماعت ہر حالت تنگی و فراخی میں اس کا برابر خیال رکھے۔ نئی تحریکیں بڑی ہوں یا چھوٹی کبھی ان کا مطلب معمولی چندوں کی ترقی کو روک کر چندہ دینا نہیں ہوتا۔ جماعت کے کام ہر شخص نہیں کر سکتا۔ اور کوئی بھی نہیں جو تمام کاموں میں حصہ لے سکے۔ مگر معمولی چندہ ایسی چیز ہے کہ جس کو باقاعدہ ادا کر کے ہر شخص جماعت کے تمام بڑے اور اہم ترین کاموں میں حصہ لے سکتا ہے۔ کیونکہ اصل کام جماعت کے اسی چندہ سے چلتے ہیں۔ پس جماعت کے کاموں میں اس چندہ کی باقاعدہ ادائگی کی اشد ضرورت رہتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ایک اشتہار میں جماعت کو سخت تنبیہ کے ساتھ ماہواری چندہ کے مقرر کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔ اور فرمایا ہے کہ "ہر شخص کو چاہیئے کہ ۔۔۔۔ نئے سرے عہد کر کے اپنی خاص تحریر سے اطلاع دے کہ وہ ایک فرض حتمی کے طور پر اِسقدر چندہ ماہواری بھیج سکتا ہے ۔۔۔ تین ماہ تک ہر ایک بیعت کرنیوالے کے لیے جواب کا انتظار کیا جائیگا۔ اگر تین ماہ تک ۔۔۔ جواب نہ آیا تو سلسلہ بیعت سے اس کا نام کاٹ دیا جائیگا ۔۔۔ اگر کسی نے ماہواری چندہ کا عہد کر کے تین ماہ تک چندہ کے بھیجنے سے لاپرواہی کی اُسکا نام بھی کاٹ دیا جائیگا اور اسکے بعد کوئی مغرور اور لاپرواہ جو انصار میں داخل نہیں اس سلسلہ میں ہرگز نہیں رہیگا۔" چنانچہ چندوں کی ترقی کی رفتار میں انحطاط شروع ہوئے ابھی تین ماہ نہیں گذری تھے کہ جماعت کے نبض شناس حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ نے ۳۰ مئی کے خطبہ جمعہ میں فرمایا:-

"آج میں آپ لوگوں کو اس بات پر متوجہ کرتا ہوں کہ اس زمانہ میں ہماری جماعت کی ذمہ داریاں اور اس کے کام ایسی احتیاط اور ایسی فکر چاہتے ہیں۔ کہ ان کو معمولی طور پر ایک معمولی کوشش کے ساتھ سرانجام نہیں دیا جا سکتا۔ میں نے بارہا آپ لوگوں کو بتایا ہے۔ اور اس کی کوشش کی ہے۔ کہ آپ کو اس امر میں اپنا ہمخیال بناؤں کہ اس وقت جس کام کے لئے ہماری جماعت کھڑی ہوئی ہے وہ بہت بڑا اور اہم کام ہے۔ اس لئے اس کام کے سرانجام دینے کے لئے عظیم الشان تیاری کی ضرورت ہے۔ میں نہیں جانتا کہ میں کہاں تک اس امر میں کامیاب ہوا ہوں اور کس حد تک جماعت اس بات میں میری ہمخیال ہوئی ہے۔ لیکن جہاں تک میں سمجھا ہوں۔ وہ یہ ہے۔ کہ گو جماعت کا ایک حصہ سمجھ چکا۔ اور جان چکا ہے۔ کہ ہمیں اسوقت کن کن کاموں کی ضرورت ہے۔ پھر بھی ایک حصہ ہے۔ جو نہیں سمجھا۔ اور جو سمجھا ہے۔ اس سے عمل کرانے کی ضرورت ہے۔ اگر ہماری جماعت کے تمام لوگ اس ذمہ داری کو سمجھیں جو حضرت مسیح موعودؑ پر ایمان لانے کی وجہ سے انپر عائد ہوتی ہے۔ تو آج ہی ایک عظیم الشان انقلاب پیدا ہو سکتا ہے مگر میں دیکھتا ہوں کہ دنیا کو فتح کرنے کے لئے جو ہمیں کام کرنے چاہئیں۔ انہیں ابھی ہم نے چھیڑا تک نہیں۔ اور وہ ہزاروں کی تعداد میں ہیں،، پھر آپ نے ۱۳۔جون ۱۹۱۹ء کو " قربانیوں کی ضرورت" پر خطبہ جمعہ فرمایا غرض ان تین ماہ کی عام بے توجہی سے جماعت کے کاموں کو بہت نقصان پہنچا ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کو اس کا بہت خیال پیدا ہو گیا۔

تالیف و اشاعت کا کام بہت اخراجات چاہتا ہے لیکن روپیہ کی قلت سے بہت ضروری کام رکے ہوئے ہیں ولایت جانے والے دو مبلغ طیار ہیں سرکار سے اجازت اور پاسپورٹ آچکے ہیں مگر انکے ضروری اخراجات کے لئے روپیہ نہیں۔ صیغہ امور عامہ کی کوششیں ان ایام میں بہت زیادہ رہی ہیں اور انکے لئے جس قدر روپیہ کی ضرورت ہے وہ نہیں ملتا ہے تعلیم و تربیت کا صیغہ علیحدہ اسکول بھی

اسکول کھولنے کی ضرورت جتلا رہا ہے مگر روپیہ نہیں ضروریات کی تفصیل بہت ہے مختصر یہ ہے کہ چونکہ اب جماعت کے بڑھتے ہوئے کام سب ترقی اسلام ہی کے چندہ سے چلتے ہیں اسلئے ترقی کی ضروریات بہت ہیں اسوقت ۲۳ ہزار کی ضرورت درپیش ہے۔ جسمیں سے پندرہ ہزار اسوقت قرض کا ادا کرنا ہے اور تین ہزار مبلغین ولایت کے لئے درکار ہے اور ۳۰۔ جون کو تمام صیغہ جات کے ماہواری مطالبات پانچہزار کے اور ہو جائینگے۔ اسیطرح صدر انجمن کے لئے بھی تئیس ہزار روپیہ کی ضرورت ہے سولہ ہزار روپیہ لیا جا چکا ہے اور سات ہزار ۳۰۔ جون کو واجب الادا ہو جائیگا۔ کل چھیالیس ہزار روپیہ اسوقت چاہیئے۔ یہ ۳۰۔ جون تک کی ضروریات ہیں باقی مستقل ماہوار خرچ کے لئے کم از کم بارہ ہزار کی ضرورت پڑتی ہے اس اپیل کے ذریعہ ان ضروریات کو میں جماعت کے سامنے پیش کرتا ہوں اور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ ہی کے الفاظ میں جماعت کو اسکو فرض کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ حضرت صاحب نے جلسہ گذشتہ کے موقعہ پر فرمایا کہ "صیغہ بیت المال کا" فرض ہوگا کہ ان کاموں کے علاوہ جن کا تعلق صدر انجمن سے ہے باقی تمام کاموں کے لئے جسقدر روپیہ کی ضرورت پیش آئے اسے مہیا کرے اس سے پہلے ہمارے روپے کا حساب کتاب رکھنے والے افسروں کا صرف یہ کام ہوتا تھا کہ جو کچھ کوئی دیگا یا بھیجدے وہ لے لیں۔ لیکن جو کمیٹی بنتی ہے اس کا یہ کام ہوگا کہ جسقدر ضرورت ہو اسقدر مہیا کرے" گذشتہ جلسہ پر موعودہ وعدوں کی رقم پانچہزار بتلائی گئی تھی اور دس ہزار کی جدید ضرورت کا اظہار کیا تھا اُس میں نہ تو وہ پانچہزار ابتک وصول ہوئے ہیں اور نہ نئے وعدوں کی رقم دس ہزار تک پہنچی ؛

میں نے بذریعہ اشتہار بذریعہ پرائیویٹ خطوط و نیز گفتگو کے ذریعہ کئی بار احباب کیخدمت میں عرض کی ہے کہ اُن احباب کی مکمل فہرست ارسال فرمائیں جنپر زکوٰۃ واجب ہے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی تعریف میں اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ وہ اپنے گھر میں نماز اور زکوٰۃ کا حکم فرماتے تھے دوستوں کو چاہیئے کہ وہ اپنے اپنے گھروں میں زکوٰۃ کی

بھی تاکید فرماتے رہیں کیونکہ عورتوں میں زکوٰۃ دینے کا رواج بہت کم ہے ٭

اسی طرح مَیں نے احباب کیخدمت میں بار بار عرض کی ہے کہ ہر جگہ معمولی چندہ کی وصولی کا انتظام درست کیا جائے ٭

اب عید کے موقع پر ہر جگہ دوست جمع ہوں گے اُن سب کو اور اُنکو بھی جن کو بعد کو یہ اپیل پہنچے مَیں نہایت اصرار سے اس طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ جہاں چندہ کی وصولی کا انتظام باقاعدہ نہو وہاں سیکرٹری جماعت ہی کی خصوصیت نہیں بلکہ ہر ایک احمدی کا فرض ہے کہ وہ کسی لحاظ و شرم سے خاموش نہ رہے بلکہ اُس انتظام کو درست کرنیکی کوشش کرے اور ضرورت پڑے تو بلا تامل دفتر ناظر بیت المال میں وہاں کے نقص انتظام کی اطلاع دے۔ بلکہ اگر کسی دوست کو کوئی اور دوست ایسا ملے جو چندہ دینے میں باقاعدہ نہو تو اُسکو بھی تحریک کرے غرض ہر احمدی وصولی چندہ میں جہاں بھی اُسکی کوشش کی ضرورت پڑے دریغ نکرے قوم و مذہب کی خاطر بڑے بڑے لوگ جھولی پھیلا کر مانگنا فخر سمجھتے ہیں اب یہ وقت ہے کہ جبتک ہر ایک احمدی اس میں حصہ نہ لیگا یہ اہم اور عظیم الشان کام سرانجام ہونا بہت مشکل ہے ٭

ایک بار پھر میں سب احباب کیخدمت میں عرض کرتا ہوں کہ اس خاص ضرورت کے لئے ہر جگہ خاص چندہ کرنے کے علاوہ زکوٰۃ اور معمولی چندوں کے جمع کرنے کا اور بقائے صاف کرنے کا کام مکمل کریں اور اس میں ذرا بھی کوتاہی نہ ہونے دیں۔ آخر میں دوستوں کی مزید توجہ کے لئے مَیں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کے الفاظ بھی یہاں دوہرانا مناسب سمجھتا ہوں جو حضور نے ناظروں کے تقرر کا ذکر کرتے ہوئے گذشتہ جلسہ سالانہ میں فرمائے تھے کہ "ان کو آپ سے کام پڑیگا...... اسلئے مَیں ہدایت کرتا ہوں۔ کہ جس احمدی سے یہ معلومات حاصل کرنا چاہیں۔ خواہ وہ کسی جماعت کا سیکرٹری ہو۔ یا پریذیڈنٹ یا ممبر ہو۔ کوئی ہو۔ اسے اگر کوئی خاص مجبوری ہو۔ تو معذرت کر دے۔ ورنہ جہانتک جلد ہو سکے۔ جواب دے۔ اور ان کی طرف سے

ضمیمہ اخبار الفضل قادیان دارالامان - ۲۴ جون ۱۹۱۹ء

جو اعلانات بذریعہ اخبار یا بذریعہ خاص چٹھی پہنچیں۔ ان کو میرے ہی سمجھیں۔ کیونکہ وہ یا تو میرے حکم سے یا میرے مشورہ سے بھیجے جاتے ہیں۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جس نے میرے مقرر کیئے ہوئے حاکم کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی - اور جس نے اس کی نافرمانی کی۔ اس نے میری نافرمانی کی۔ پس چونکہ یہ لوگ خلیفہ کے مقرر کیئے ہوئے ہونگے۔ اس لئے اگر آپ انکے کسی اعلان کی تعمیل کرنے میں اسلئے سستی کرینگے۔ کہ وہ زید یا بکر کے نام سے کہا گیا ہے۔ تو یہ اس کی نافرمانی نہیں ہو گی بلکہ میری نافرمانی ہو گی۔ اور اگر اسے حتی المقدور مدد دینگے۔ تو یہ اسکی مدد نہیں ہو گی۔ میری مدد ہو گی،،

یہ چالیس ہزار کی رقم کچھ بڑی نظر آیگی مگر چونکہ اس سال کوئی خاص چندہ ابتک نہیں ہوا ہے اور عین فصل کا وقت ہے جبکہ اکثر مقامات پر چھ چھ ماہ بلکہ سال سال بھر کا چندہ جمع کرنا ہے۔ اور رمضان کا مبارک مہینہ صدقۃ الفطر کے جمع کرنے کا موقع ہے۔ اسی طرح عید الفطر کی تقریب پر عید فنڈ کی صورت میں بھی صدقات کی ایک اچھی رقم جمع ہو سکتی ہے۔ ان سب کے ساتھ خاص چندہ کی تحریک پر اگر دوست ہمت کریں تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس رقم کو باسانی پورا کر دیگا۔ و آخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین۔ والسلام

نیاز مند

عبد المغنی ناظر بیت المال و فنانشل سیکرٹری صدر انجمن احمدیہ

قادیان دارالامان

نوٹ۔ تمام رقوم ناظر بیت المال یا محاسب صدر انجمن احمدیہ کے نام مع تفصیل کے آنی چاہئیں۔

ضمیمہ اخبار الفضل قادیان دارالامان ۔ ۲۰ ۔ ۲۴ جون ۱۹۱۵ء

(ضیاء الاسلام پریس قادیان)